سفر نامہ ہند......................سفرِ دہلی

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب　　رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
جس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا　　ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر ہم نے نہ تو کوئی دھاگا باندھا اور نہ سجدہ کیا' البتہ یہ اعتقاد ضرور باندھا کہ مرا زندہ پندار چوں خویشتن ...... من آیم بجاں گر تو آئی بتن ......اور اسی اعتقاد کے تحت حاضری کو پابندِ شریعت رکھا کہ وہ خود شریعت کے بہت پابند تھے۔

آپ کے ملفوظات جو آپ کے خلیفہ حضرت شیخ حمید قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کئے ہیں ان کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت چراغِ دہلی کے تصوف پر اپنے مرشد کی طرح علم وشرع کا غلبہ رہا ان کی مجالس کی گفتگو علمی ہوتی' وہ مریدوں سے کاروباری وسیاسی گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی گفتگو میں فقہی حوالے سے معاملات ومسائل زیر بحث آتے وہ اپنے مریدین کی اخلاقی تربیت شرعی حوالوں سے فرماتے اور انہیں شعائرِ دینیہ کے احترام اور فرائض وواجبات کی ادائیگی پر ہوشیار کرتے مثلاً ایک روز ایک حکایت یوں بیان فرمائی کہ:...... حضرت شیخ نظام الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے میں نے سنا کہ ایک واعظ تھا اس کے وعظ میں لوگوں کو رقت اور ذوق بہت ہوا کرتا تھا اور اس کے بیان بہت پسند کیا کرتے تھے' اس کا کوئی وعظ ایسا نہ ہوتا جس میں اکثر بندگانِ خدا تائب نہ ہوتے ہوں' بہت لوگ اس کے وعظ میں کپڑے پھاڑ کر بے ہوش ہو جاتے اتفاقاً وہ بڑے اشتیاق سے زیارتِ کعبہ مشرفہ کو گیا وہاں بھی لوگ اس کے مشتاق ہوئے کہ اس کا بیان ایسا ہی مؤثر تھا۔ جب حج ادا کر کے لوٹا تو لوگ منتظر اور مشتاق تر ہوئے کہ بعد از حج اثر ان کے وعظ کا سوگنا بڑھ چکا ہوگا۔ جب آیا اور لوگوں نے وعظ سنا تو اس کا عشرِ عشیر اثر بھی نہ پایا جو حج سے پہلے ہوتا تھا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ ہم تمہارے آنے کے مشتاق ومنتظر تھے کہ آپ آئیں گے اور اپنے وعظ سے ہمارا ذوق اور راحت مزید بڑھائیں گے۔ جبکہ حج سے آ کر آپ نے وعظ کہا تو پہلے وعظوں کی بنسبت دسواں حصہ بھی اثر نہیں دیکھا گیا۔ آخر ایسا کیوں ہے اور یہ کس عمل کی شامت ہے؟

واعظ نے کہا یارو خداوند کریم عالم الغیب ہے اور خوب جانتا ہے کہ میں نے کوئی جرم ایسا نہیں کیا جس کی یہ سزا ہو سوائے اس کے کہ ایک نماز با جماعت مجھ سے راستہ میں فوت ہوئی کہ امام کے ساتھ ہو کر جماعت سے محروم رہا یہ بے ذوقی اسی کی شامت ہے ...... یہ کہ کر حضرت خواجہ خوب روئے اور حاضرین بھی رونے لگے کہ ایک نماز با جماعت سفر کی صرف جماعت رہ گئی ورنہ وہ بھی پڑھ تو تنہا اپنے وقت ہی میں لی تھی' اتنی بڑی خرابی واقع ہوئی ......اور قبولیت عام جاتی رہی۔ جو لوگ بے چارے بالکل نمازِ

☆الکتاب احسن الاصحاب ،فسامر الکتب،وصاحب العلم ،ورافق المعرفۃ☆

جماعت میں نہیں جاتے یاان کی اکثر نمازیں قضا ہو جاتی ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟ اور کتنی نعمتوں اور فوائد سے وہ محروم رہتے ہوں گے۔ (خیر المجالس)

قارئینِ محترم: نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج اکثر وبیشتر خانقاہوں میں اس تعلیم وتربیت کا اہتمام نہیں جس کا انداز آپ نے اوپر ملاحظہ فرمایا اور جو ہمارے اسلاف کے ہاں دی جاتی تھی اور مرشد جس کا اہتمام خاص رکھتے تھے۔ نہ وہ علمی گفتگو ملتی ہے جس کا تذکرہ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی جیسے بزرگان دین کے ملفوظات میں ملتا ہے مثلاً......ایک روز مجلس میں ارشاد فرمایا کہ حق تقوی کا یہ ہے کہ فرمان ہے **واتقوا الله حق تقاته** اور ایک حق عبادت کا ہے کہ **ماعبدناک حق عبادتک** اور ایک حق تلاوت قرآن کا ہے کہ **یتلونه حق تلاوته** وارد ہے۔ اور ایک حق معرفت کا کہ اگر مراد اس سے توحید لی جائے تو یہ ہے کہ اسے وحدانیت کے ساتھ اس طرح پہچانے جیسا کہ وہ ذات وصفات میں یگانہ ہے اور اگر معرفت اسرار ربوبیت سے مراد لی جائے تو اس کی حقیقت کی معرفت دشوار ہے اور آدمی اس کی معرفت میں مختلف المراتب ہیں......اللہ تعالی فرماتا ہے: **ما قدروا الله حق قدره** ......**ای ماعرفوا الله حق معرفته**......بندہ (حمید قلندر) نے عرض کیا کہ توحید میں شرک خفی کی معرفت دشوار ہے، فرمایا ہو سکتا ہے کہ طالبِ صادق کو اللہ تعالی حق توحید اپنا عنایت کردے کہ شرک خفی سے محفوظ ہو چنانچہ انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو عنایت کرتا ہے مگر حق اسرار ربوبیت کا حاصل ہونا دشوار ہے کہ ماقدروا اللہ حق قدرہ............

حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی کی بابت ایک قصہ ہندوستان میں زباں زدِ خاص وعام ہے کہ حضرت نے اپنے مرشد کے حکم سے باؤلی کی تعمیر شروع کرائی، ادھر بادشاہ کا محل بن رہا تھا مزدور سارے باؤلی میں کام کرنے لگے بادشاہ کو اطلاع ملی تو حکم جاری کیا کہ باؤلی کا کام بند کیا جائے اور سارے مزدور محل کی تعمیر میں لگیں......اب کیا ہوا کہ مزدور دن میں تو محل پر کام کرتے حضرت نے رات کو باؤلی کا کام شروع کرادیا......پھر بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا چراغوں کی روشنی میں رات کو کام ہوتا ہے، چراغوں کے لئے تیل بند کردیا جائے ...... جب یہ حکم شاہی جاری ہوا تو مرشد کریم کی بارگاہ میں کسی نے صورتحال پیش کیا......آپ نے فرمایا نصیر الدین سے کہو آج رات چراغوں میں تیل کی بجائے پانی ڈالو اور جلاؤ چنانچہ چراغ روشن ہوگئے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ تیل کے بغیر ہی چراغ جل رہے ہیں تو حیرت زدہ اور نادم ہوا......اسی روز سے نام چراغ دہلی مشہور ہوگیا......

حضرت نفیس الحسنی شاہ صاحب نے کیا خوب قطعہ حضرت کی شان میں کہا ہے:

آہ وہ عہدِ بافراغ تیرا — جس سے پاتے ہیں ہم سراغ تیرا
کتنے طوفان سر سے گزرے ہیں — جل رہا ہے مگر چراغ تیرا

☆الكون بني على النظام، فعليك بالترتيب في ملبسک وبيتک ومكتبک وواجبک.☆

مگر مرآۃ الاسرار کے مطابق حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت زیارت بیت اللہ کو گئے تو وہاں شیخ عبداللہ یافعی سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا کہ اس سے پہلے دہلی میں بڑے بڑے مشائخ گزرے ہیں لیکن آج کل شیخ نصیرالدین محمودؒ چراغ روشن کئے ہوئے ہیں......اسی روز سے چراغ دہلی مشہور ہوئے......(واللہ اعلم) آپ کو چراغِ چشتیاں بھی کہا جاتا ہے۔۷۵۷ہجری میں وصال فرمایا...آپ کو علماء کی مجالس میں ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا تھا آپ کی مجالس کا عالم یہ تھا کہ:

ہر طرف درسہائے فقہ واصول ہر طرف ذکر از خدا ورسول

حضرت کے مزار شریف کی حاضری کے بعد اردگرد کے علاقہ پر ایک نظر ڈالی تو ہر طرف کچے مکانات‘ کوئی کوئی پختہ‘ آبادی زیادہ تر ہندوؤں کی ہے۔...................

دہلی میں گھومتے ہوئے ہمیں یوں لگا جیسے ہم لاہور کی سڑکوں پر مٹرگشت کررہے ہوں۔بالکل ویسی ہی عمارتیں‘ لال لال کوٹھیاں اور کالج واسکول کی اینٹوں سے بنی عمارتیں‘ صاف ستھری سڑکیں اور گندی گلیاں‘ یہ سب دیکھ کر ایسا لگا کہ دلی اور لاہور کی ثقافت ایک ہی ہے......یوں تو دلی کے بارے میں ہم نے بہت کچھ سن رکھا تھا مگر ایک بات جو ہم نے عجیب وغریب سنی تھی آپ کو بھی سناتے ہیں......مولانا ابوالحسن علی ندوی کے والد گرامی مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب نے اپنا دلی کا سفرنامہ اورروزنامچہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے......دہلی اور اس کے اطراف......اس میں وہ اخلاقی انحطاط اور مذہبی تفریق کا ایک عبرتناک قصہ کے عنوان سے لکھتے ہیں......یہ بھی قصہ مولوی عبدالعلی صاحب نے بیان کیا کہ سبزی منڈی یہاں سے بہت قریب ہے اس محلہ میں ایک مولوی صاحب آکر رہتے تھے وہ غیر مقلد تھے‘ دن کو میاں صاحب کے مدرسہ میں رہتے تھے اور رات کو وہاں کرایہ سے مکان تھا‘ اس میں ایک بیوی صاحب بھی تھیں‘ اسی محلّہ میں ایک کبیرالسن میاں جی رہا کرتے تھے وہ پابندِ اوقات تھے محلّہ کے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے ایک دن ایک بڑھیا نے ان سے آکر کہا کہ مولوی صاحب کی بیوی نے آپ کو بلایا ہے‘ کھڑے کھڑے ذری کی ذری سن جایئے۔میاں جی صاحب گئے پردے کے پاس بیوی نے آکر کہا آپ باخدا آدمی ہیں مجھ کو للہ اس ظالم کے پنجہ سے چھڑایئے۔انہوں نے کہا خیر ہے؟ اس نے کہا خیر کہاں شر ہے۔یہ میرا پیر ہے میں اس کی مرید‘ میرے خاوند موجود ہیں دھوکے سے یہ مجھ کو نکال لایا ہے۔میاں جی کو سن کر نہایت ہی تعجب ہوا۔اور واقعی تعجب کی بات ہے‘ میں نے یہاں تک جب قصہ سنا تو مجھ کو عجب حیرت ہوئی۔مولوی صاحب فرمانے لگے میاں جی نے اس کی تسلی تشفی کی اس کے بعد چلے آئے۔لیکن موقع کے منتظر رہے۔

ایک دن مولوی صاحب سے خلوت میں کہا کہ مجھ کو تنہائی میں آپ سے ایک راز کہنا ہے بشرطیکہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے۔آپ تک رہے۔انہوں نے کہا فرمایئے۔

☆اخرج الی الفضاء وطالع الحدائق الغناء وتفرج فی خلق الباری وابداع الخالق☆

میاں صاحب نے کہا کہ میں بھی آپ کا ہم مذہب ہوں مگر حضرت کیا کہیے اس محلّہ کے لوگ ایسے سخت ہیں، آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ آدمی مارڈالتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ اگر میں اظہار کروں تو خدا جانے میری کیا حالت ہو، مولوی صاحب نے کہا خیر یہ بہت مناسب ہے، آپ اپنا مطلب کہیئے۔ انہوں نے کہا اصل یہ ہے کہ اس محلّہ میں ایک عورت سے مجھ کو کمال درجہ کی الفت ہے لیکن اس کا خاوند موجود ہے، میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ میرے قابو میں آجائے اور شریعت میں بھی جائز ہو، انہوں نے کہا کہ یہ کوئی دشوار امر نہیں ہے۔ یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم ہیں، ان کا مال مالِ غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں۔ آپ قابو میں لاسکتے ہوں تو شوق سے لایئے...... انہوں نے کہا بس مجھ کو یہی چاہیئے تھا۔ اور وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے وقت محلّہ کے عمائدین سے یہ قصہ بیان کیا اور یہ شرط کرلی کہ ان کو جان سے نہ ماریں۔ ان لوگوں نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا، جب مولوی صاحب نماز کے واسطے آگے بڑھے تو ایک شخص نے نہایت درشتی کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور نہایت ہی مرمت کی اور خاوند اپنی جورو کو لے کر چلا گیا...... یہ قصہ حال ہی کا ہے۔ مجھ کو اس کے سننے سے عورت کو نکال لانے پر اتنا استعجاب نہیں ہوا جتنا ان کا حنفیہ کے مستحل الدم سمجھنے پر تعجب ہوا باوجودیکہ اس میں کچھ نہیں ہے۔

دہلی اور اس کے اطراف نامی کتاب مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی نے شائع کی ہے اور بازار میں دستیاب ہے تصدیق کے لئے صفحہ ۴۹،۵۰ پر یہ قصہ دیکھا جاسکتا ہے......

ہم نے ایسی ہی ایک بات ایک بار ایک سید صاحب سے سنی تھی وہ فرماتے تھے کہ متعہ میں اصل تغلب ہے...... اگر آپ کو کسی پر تغلب حاصل ہوجائے تو یہ زنا نہیں متعہ ہے...... مگر یہ قصہ دلی کا تو اس سے عجیب تر ہے کہ بعض مسالک کے لوگ بعض دیگر مسالک کے لوگوں کو مستحل الدم سمجھیں اور ان کی بیویوں کو باندیاں سمجھ کر حرام کاری کرتے رہیں......

دلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا مدرسہ بھی دیکھنے کی چیز ہے کہ تاریخی ہے اور بہت سے دیگر بزرگانِ دین کے مزارات ومقامات بھی...... ہم نے زیادہ وقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں گزارا تفصیلی حال انشاء اللہ اگلی نشست میں بیان کیا جائے گا.......... (سفر جاری ہے)

اخی الفاضل......

☆سب اعدائک لک، وشتم حسادک
یساوی قیمتک،
لانک اصبحت شیئا مذکورا، ورجلا مهما. ☆

☆علیک بالمشی والریاضة،واجتنب الکسل والخمول،واهجر الفراغ والبطالة. ☆